ادبیات

احساسِ خودی

از جناب میر آنق کاظمی امروہوی

خود آرا، خود نما، خود آشنا خود آزما بن جا
خودی میں ڈوب کر آئینۂ حُسنِ خدا بن جا

ہم آغوشِ خودی ہو، بیخودی سے اب کنارا کر
نظر ڈال اپنی ہستی پر خود اپنا آشنا بن جا

خودی کیا ہے؟ خودی رُوحِ کمالاتِ خدائی ہےؔ[1]
خودی سے آشنا ہو کر خدائی آشنا بن جا

فضا گونجے، خودی کے نغمۂ رُوح پرور سے
خودی کے ساز میں گم ہو کے آوازِ درا بن جا

خودی سازِ حقیقت ہے خودی آوازِ فطرت ہے،
خودی آموز ہو سازِ حقیقت کی نوا بن جا

خودی تنویرِ فطرت ہے خودی تصویرِ قدرت ہے،
خودی کو ساتھ لیکر فطرت و قدرت نما بن جا

خودی اک آنِ ایماں ہے خودی اک شانِ عرفاں ہے
باندازِ خودی ایمان و عرفاں کی ادا بن جا

خودی توحید کا جلوہ خودی تقدیس کا پرتو
خودی کے زیرِ پرچم رہنمائے اِتقا بن جا

خودی تعبیرِ صولت ہے خودی تکبیرِ شوکت ہے
خودی کی تیغِ عالمگیر سے عالم کُشا بن جا

نہیں دُنیا ترا مقصود، تو مقصودِ دُنیا ہے
سمجھ اس راز کو تو آپ اپنا مدعا بن جا

خودی وجہِ بقا ہے، بیخودی میں ہے فنا تیری
نہ پی جامِ فنا ساغر کشِ کیفِ بقا بن جا

خودی جانِ ترقی ہے خودی کانِ ترقی ہے
خودی کی رہبری میں کامیابِ ارتقا بن جا

نوٹ:- خودی سے مراد خود شناسی ہے جس کا نتیجہ خدا شناسی ہے۔ آنق

[1] مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے مطابق خودی سے مُراد معرفتِ نفس یعنی خود شناسی ہے جو معرفتِ ربانی کا ذریعہ ہے۔

خودی کے رہبرِ اعظم کا دامن تھام لے بڑھ کر　　جہاں آزاد ہو کر تو غلامِ مصطفیٰؐ بن جا
مرے پیغامِ احساسِ خودی کا مدعا یعنی　　خُدا آگاہ و خود آگاہ اے مردِ خدا بن جا
تری رگ رگ میں دوڑے برق بنکر روحِ قرآنی　　خُدا کا بندہ بن کر دہر کا فرمانروا بن جا

زاحساسِ خودی ہمچوں اُفق آفاق گیری
بکن پاسِ خودی تا پرچم حفظِ خدا گیری

تلاش

از جناب مولانا محمد حسین صاحب محوی صدیقی، مدراس

(۱)

تاروں بھری رات کی فضا میں
اور صبح کی جانفزا ہوا میں
باغوں کی شمیم دلکشا میں
آنکھیں مری تجھ کو ڈھونڈتی ہیں

(۲)

مجبور کی غم بھری صدا میں
مسرور کے سازِ دلربا میں
آوازِ طیورِ خوشنوا میں
آنکھیں مری تجھ کو ڈھونڈتی ہیں

(۳)

تاریک ردا میں بادلوں کی
خاموش فضا میں جنگلوں کی
دلدوز نوا میں کویلوں کی
آنکھیں مری تجھ کو ڈھونڈتی ہیں

(۴)

پھولوں کی لطیف ترہنسی میں
کلیوں کے تبسمِ خفی میں
شاخوں کی لچک میں، نازکی میں
آنکھیں مری تجھ کو ڈھونڈتی ہیں